AGA KHAN UNIVERSITY EXAMINATION BOARD

SECONDARY SCHOOL CERTIFICATE

CLASS X

ANNUAL EXAMINATIONS (THEORY) 2023

Urdu Compulsory Paper I

AKU-EB Annual Examination 2023 for Teaching and Learning only

Listening Passage – I

ابراہیم حیدری

کراچی کے مغرب اور جنوب میں سَمُنْدَر کے کَنارے بستے ہیں۔ آپ اگر جنوب کی طرف چلے جائیں تو کورنگی کرِیک کے کَنارے آپ کو ماہی گیروں کی ایک قدیم بستی 'ابراہیم حیدری' ملے گی۔۔۔۔ ابراہیم حیدری کا یہ نام دو درویشوں 'ابراہیم شاہ' اور 'حیدر شاہ' کی کرامات کی وجہ سے پڑا۔ ان بزرگوں کی آخری آرام گاہیں اِس وقت ابراہیم حیدری میں موجود پاک فضائیہ کے اڈے کے اندر موجود ہیں۔۔۔۔

اب ہزاروں کی آبادی والا وہ ابراہیم حیدری نہیں رہا، جب بجلی نہ ہونے کی وجہ سے شادیاں چاندنی راتوں میں رکھی جاتی تھیں۔ یہ بات مجھے ایوب شان خاص خیلی نے بتائی جو یہاں کا ایک سماجی کارکن ہے۔ انھوں نے کہا: ''تب میں چھوٹا تھا پر مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔۔ شادی کا سامان خریدنے کے لیے عورتیں دو تین بیل گاڑیوں پر لی مارکیٹ، جوڑیا بازار اور کھارادر سے خریداری کرنے جاتیں۔۔۔۔ گاؤں کی عورتیں گزر گاہ پر انتظار کرتیں کہ کب شادی کا سامان آتا ہے۔ جیسے ہی آتی ہوئی بیل گاڑیوں پر نظر پڑتی، عورتیں لوک گیت گانا شروع کرتیں اور پھر دولہے دلہن کے گھر تک گاتی چلتیں۔''

میں اس بستی کی گلیاں دیکھتا ماہی گیروں پر کام کرنے والی تنظیم 'پاکستان فشر فوک فورم' کے چیئرمین محمد علی شاہ کے گھر پہنچا۔ پانی اور چائے کے بعد میں نے شاہ صاحب سے پوچھا: ''کیا واقعی یہاں کے کَناروں پر سفید ریت ہوا کرتی اور سَمُنْدَر کا پانی نیلا ہوا کرتا؟''

''بالکل۔ سَمُنْدَر کا پانی اتنا صاف ہوا کرتا کہ اُس میں سکہ پھینکتے تھے تو وہ نیچے جاتے ہوئے نظر آتا تھا۔۔۔ اور ہم غوطہ لگا کر وہ سکہ نکال لاتے۔۔۔ جہاں اِس وقت بجلی گھر بنا ہوا ہے، وہاں پر سفید چاندی جیسی ریت کے بڑے بڑے ٹیلے ہوتے تھے۔۔۔۔ بجلی تو خیر یہاں سنہ ۱۹۷۰ء میں آئی، مگر یہاں روشنی کے سوا کبھی بجلی کی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوتی تھی۔ جون جولائی کے مہینوں میں بھی ہم رات کو رلّی اوڑھتے تھے کیوں کہ سَمُنْدَر کا کَنارا تھا اور جنوب کی کھلی ٹھنڈی ہوائیں لگتیں۔ پینے کے لیے کنوؤں کا میٹھا صاف پانی ہوتا تھا۔''۔۔۔

یہاں پاکستان کے مشہور اداکار مختلف فلموں کی شوٹنگ کے لیے آتے رہے۔ خاص کر ۱۹۶۴ء میں اداکار شکیل اور رخسانہ کی فلم 'ناخدا' اور شبنم اور وحید مراد کی مشہور فلم 'سَمُنْدَر' جو ۱۹۶۸ء میں ریلیز ہوئی اس کی بھی ابراہیم حیدری کے صاف ستھرے سَمُنْدَر کے کَناروں پر مہینوں تک شوٹنگ ہوتی رہی۔۔۔۔ میں نے اس بستی کا مختصر بازار دیکھا جہاں گٹکوں کی سرخی ہر جگہ تھی۔۔۔۔ سَمُنْدَر کے خوب صورت کَناروں پر اب جیٹیاں بن گئی ہیں اور سفید ریت نام کی اب یہاں کوئی نشانی نہیں بچی۔ بس! کالی کیچڑ والی سیاہ مٹی اور گند کچرا ہے۔ سَمُنْدَر کا نیلا پانی بھی اب ماضی کے ان دنوں میں سمٹ کر رہ گیا ہے۔

(ماخوذ از: 'ابراہیم حیدری: کراچی کے مضافات میں جاگتی بستی' از: ابو بکر شیخ، https://www.dawnnews.tv/news/1032526)

Listening Passage – II

جنابِ صدر

بچپن میں جب پہلی بار ہمیں ایک جلسہ میں شریک ہونے کا موقع ملا تو دیکھا کہ جلسہ کا ہر مقرر ''جنابِ صدر! جنابِ صدر!'' کی گردان کر رہا ہے اور وقت بے وقت 'جنابِ صدر' کی اجازت سے ایسی باتیں کہہ رہا ہے جن کے کہنے کے لیے بہ ظاہر کسی بھی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہم نے اپنے طور پر یہ پتا چلانے کی کوشش کی کہ آخر یہ 'جنابِ صدر' کون ہے اور کہاں واقع ہے۔ ایک شخص کو دیکھا جو بڑی مُستَعِدی کے ساتھ جلسہ گاہ کے آخری حصہ میں شطرنجیاں (یعنی بیٹھنے کے لیے دری وغیرہ) بچھا رہا ہے۔۔۔ چوں کہ اُس وقت یہ شخص جلسہ کا سب سے کارگر اور اہم شخص نظر آرہا تھا، اس لیے ہم نے سوچا کہ ہو نہ ہو یہی شخص 'جنابِ صدر' ہے۔ ہم اُس کے قریب گئے اور پوچھا: ''بھئی! کیا 'جنابِ صدر' تم ہی ہو؟''

وہ شخص اچانک بپھر گیا اور بولا: ''ذرا منہ سنبھال کر بات کرو۔ کسے 'جنابِ صدر' کہتے ہو؟۔۔۔ ابھی تو میرے قویٰ اچھے ہیں، میں اپنی روزی خود کماتا ہوں۔۔۔ جنابِ صدر تو وہ ہے جو ڈائس پر اپنے سامنے پھولوں کے ہار رکھے یوں بیٹھا ہے، جیسے شیر اپنے مارے ہوئے شکار کو سامنے رکھتا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے اُس نے اُس شخص کی طرف اشارہ کیا جو 'کرسیٔ صدارت' پر تقریباً اونگھ رہا تھا۔۔۔

آپ نے بہت سے صدر دیکھے ہوں گے اور آپ کو اس بات کا یقین بھی ہو چکا ہو گا کہ ہر صدر، دوسرے صدر سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ خدا نے انسان کے ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں بنائی ہیں، لیکن ۔۔۔ اس نے سارے صدر ایک جیسے ۔۔۔ بنائے۔ اُن کی سرگرمیاں مشترک ہوتی ہیں، اِن کی حرکتیں مشترک ہوتی ہیں اور اُن کے کاروبار بھی مشترک۔

'جنابِ صدر' کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ کرسیٔ صدارت پر گوند لگا کر بیٹھ جائے اور کبھی 'کرسی' سے اٹھنے کی کوشش نہ کرے۔۔۔ بعض صدور کو صدارت کی کرسی پر اتنی دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے کہ ایک منزل وہ بھی آتی ہے، جب 'کرسی' اور 'صدر' میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا۔ حاضرینِ جلسہ کو یہ اندازہ لگانے میں دشواری پیش آتی ہے کہ 'کرسی' کہاں ختم ہو رہی ہے اور 'جنابِ صدر' کہاں سے شروع ہو رہے ہیں۔۔۔ ہمیں اِس وقت اُس بچے کی یاد آرہی ہے جس نے کرسیٔ صدارت پر ایک صدر کو لگاتار دو گھنٹوں تک دیکھتے رہنے کے بعد اپنے باپ سے پوچھا تھا: ''ڈیڈی! کیا 'جنابِ صدر' کی چھے ٹانگے ہوتی ہیں؟'' اِس پر باپ نے بڑے پیار سے بچے کو سمجھایا تھا: ''نہیں بیٹے! چھے ٹانگوں میں سے دو ٹانگیں 'جنابِ صدر' کی ہیں اور بقیہ چار ٹانگیں 'کرسیٔ صدارت' کی ہیں۔''

(ماخوذ از: بہر حال 'جنابِ صدر' از: مجتبیٰ حسین۔ ناشر: نیشنل بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدر آباد ۲، آندھرا پردیش۔ صفحہ نمبر: ۴۲۔۵۰)

AKU-EB Annual Examination 2023 for Teaching and Learning only